فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حدیث: اَلْأَنْبِیَاءُ أَحْیَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ یُصَلُّونَ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت مسند ابی یعلی (۳۴۲۵) اور حیاۃ الانبیاء للبیہقی (۱) وغیرہما میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ الحجاج بن الاسود مجہول ہے۔

یاد رہے کہ الحجاج بن الاسود اور الحجاج الاسود میں فرق ہے۔ الحجاج الاسود سے مراد الحجاج بن ابی زیاد الاسود قسملی ہے، جو کہ ثقہ ہے، جبکہ الحجاج بن الاسود مجہول ہے، اسے ابن ابی زیاد القسملی قرار دینا درست نہیں۔ اس حدیث میں الحجاج کے شاگرد مستلم بن سعید ہیں، جو کہ الحجاج بن الاسود کے شاگرد ہیں، کسی نے الحجاج بن ابی زیاد کے تلامذہ میں مستلم بن سعید کو ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ سند میں موجود الحجاج بن الاسود سے مراد ابن ابی زیاد نہیں ہے، نیز اس حدیث کی کسی سند میں الحجاج کو الحجاج بن ابی زیاد نہیں کہا گیا، بلکہ الحجاج بن الاسود ہی کہا گیا، واللہ اعلم!

سوال: شیعہ کے بارہ ائمہ معصومین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: شیعہ کے بارہ ائمہ یہ ہیں؛

نمبر شمار	نام	لقب
①	سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (م ۴۰ھ)	مرتضیٰ۔

② سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما (۵۰ھ) مجتبیٰ

③ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما (۶۱ھ) شہید

④ علی زین العابدین بن الحسین (۹۵ھ) سجاد

⑤ محمد باقر بن علی زین العابدین (۱۱۴ھ) باقر

⑥ جعفر صادق بن محمد باقر (۱۴۸ھ) صادق

⑦ موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (۱۸۳ھ) کاظم

⑧ علی رضا بن موسیٰ کاظم (۲۰۳ھ) رضیٰ

⑨ محمد جواد بن علی رضا (۲۲۰ھ) تقی

⑩ علی ہادی بن محمد جواد (۲۵۴ھ) نقی

⑪ حسن عسکری بن علی ہادی (۲۶۰ھ) زکی

⑫ محمد مہدی بن حسن عسکری (؟) حجہ، قائم منتظر

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ : ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ : فَقُلْتُ لِأَبِي : مَا قَالَ؟ قَالَ : كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ .

''نظام کائنات اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک بارہ خلیفہ نہ ہو جائیں، پھر نبی کریم ﷺ نے کچھ آہستہ سی بات کی میں نہ سن سکا، میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ کیا بات کی ہے؟ کہنے لگے: یہ کہ سب خلفاء قریش میں

سے ہوں گے۔''

(صحیح البخاري: 7222، صحیح مسلم: 1821، واللّفظ لهٗ)

✿ **حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:**

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ وُجُودِ اثْنَي عَشَرَ خَلِيفَةً عَادِلًا وَلَيْسُوا هُمْ بِأَئِمَّةِ الشِّيعَةِ الِاثْنَي عَشَرَ فَإِنَّ كَثِيرًا مِنْ أُولٰئِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ مِنْ قُرَيْشٍ، يَلُون فَيَعْدِلُونَ، وَقَدْ وَقَعَتِ الْبِشَارَةُ بِهِمْ فِي الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، ثُمَّ لَا يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مُتَتَابِعِينَ، بَلْ يَكُونُ وُجُودُهُمْ فِي الْأُمَّةِ مُتَتَابِعًا وَمُتَفَرِّقًا، وَقَدْ وُجِد مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ عَلَى الْوَلَاءِ، وَهُمْ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . ثُمَّ كَانَتْ بَعْدَهُمْ فَتْرَةٌ، ثُمَّ وُجِدَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَدْ يُوجَدُ مِنْهُمْ مَن بَقِيَ فِي وَقْتٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ، وَمِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يُطَابِقُ اسْمُهُ اسْمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْيَتُهُ كُنْيَتَهُ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا .

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارہ عادل خلیفہ ضرور ہوں گے۔ ان سے مراد شیعوں کے بارہ امام نہیں، کیونکہ ان میں سے اکثر کے پاس کوئی حکومت تھی ہی نہیں، جبکہ جن بارہ خلفا کا حدیث میں ذکر ہے، وہ قریش سے ہوں گے، جو

حاکم بن کر عدل کریں گے۔ ان کے بارے میں پہلی کتابوں میں بھی بشارت موجود ہے۔ پھر ان کا پے در پے آنا ضروری نہیں، بلکہ امت میں ان کا وجود پے در پے بھی ہوگا اور وقفے وقفے سے بھی۔ ان میں سے چار پے در پے آئے۔ وہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے بعد وقفہ ہوا اور پھر جتنے اللہ نے چاہے آئے، ان میں سے جتنے باقی ہیں، وہ اللہ کے علم میں وقت مقررہ پر ضرور آئیں گے۔ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کا نام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر ہوگی۔ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔''

(تفسير ابن كثير : 4/568-569، تحت سورة النور : 55)

۞ نیز فرماتے ہیں:

''بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ان بارہ خلیفوں کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کے بارے میں احادیث ہیں کہ ان کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے مطابق (محمد) اور ان کے والد کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام کے مطابق (عبداللہ) ہوگا۔ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ مہدی سے مراد وہ امام منتظر نہیں، جس کے بارے میں رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اب موجود ہے اور سامراء کے مورچے سے اس کا ظہور ہوگا۔ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں نہ اس کا قطعاً کوئی وجود ہے، بلکہ یہ گندی ذہنیت کی ہوس اور کمزور خیالات کا وہم ہے۔ ان بارہ خلفا سے مراد

وہ بارہ امام نہیں، جن کا اثنا عشری رافضی اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تورات میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے بارہ عظیم لوگ پیدا کرے گا۔ یہ وہی بارہ خلفا ہیں، جن کا ذکر سیدنا ابن مسعود اور سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ یہودیت سے توبہ کر کے اسلام لانے والے بعض جاہل لوگوں سے جب کوئی شیعہ ملتا ہے، تو وہ ان کو دھوکا دیتا ہے کہ ان سے مراد بارہ امام ہیں۔ ان میں سے اکثر جہالت اور بے وقوفی کی بنا پر شیعہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت احادیث کے بارے میں کم علم ہوتے ہیں اور ان کو ایسی تلقین کرنے والے بھی۔''

(تفسير ابن كثير : 504/3، تحت سورة المائدة : 12)

❁ مزید لکھتے ہیں:

''جن بارہ اماموں کے بارے میں روایات منقول ہیں، وہ سارے قریشی ہوں گے، ان سے مراد وہ بارہ نہیں، جن کی امامت کا دعویٰ رافضی کرتے ہیں، ان کے خیال کے مطابق صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کی ہے، نیز ان کے گمان کے مطابق آخری مہدی منتظر ہو گا، جو سامراء کے پہاڑوں میں روپوش ہے، جس کا کوئی وجود اور نام ونشان نہیں ہے، بلکہ حدیث میں جن بارہ ائمہ کی خبر دی گئی ہے، ان سے مراد خلفائے اربعہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم نیز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، ائمہ اہل سنت کا بارہ اماموں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(البداية والنّهاية : 278/6)

روافض اپنے ائمہ معصومین کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ ان کی امامت کو نبوت سے فائق سمجھتے ہیں۔ ان کو گناہ، بھول چوک سے معصوم سمجھتے ہیں۔ ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں۔ان کے عقائدو اعمال سے کوسوں دور ہیں۔محض ایک دعویٰ رکھتے ہیں، حقیقت میں ان ائمہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔

اہل سنت والجماعت کی کتب میں ان ائمہ کی روایات درج ہیں، اہل سنت ان کی منقبت وفضیلت کے معترف ہیں۔ ان کی عدالت مسلّم ہے۔ ان کے عقائد اہل سنت والے ہیں۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ روافض کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، یوں شیعہ مذہب کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔

یادرہے کہ شیعہ جسے اپنا بارہواں امام قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ غار میں چھپ گیا ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ محض ایک افسانہ ہے۔ شیعہ اسے ''مہدی'' کہتے ہیں، جبکہ اہل سنت کے ہاں قرب قیامت ''مہدی'' پیدا ہوں گے، ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، دین کو غالب کریں گے، عدل انصاف قائم کریں گے اور ظلم وجور کا خاتمہ کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کریں گے۔

سوال: چلہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: چلہ کشی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، یہ صوفیا کی اختراع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور ائمہ اسلام رحمہم اللہ کی زندگیوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ ـوَهُوَ التَّعَبُّدُـ اللَّيَالِيَ

ذَوَاتِ الْعَدَدِ .

''(نبوت سے پہلے) نبی کریم ﷺ غارِحراء میں خلوت اختیار کر لیتے تھے اور وہاں کئی راتوں تک عبادت کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 3، صحيح مسلم : 160)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الْخَلَوَاتُ فَبَعْضُهُمْ يَحْتَجُّ فِيهَا بِتَحَنُّثِهِ بِغَارِ حِرَاءٍ قَبْلَ الْوَحْيِ وَهٰذَا خَطَأٌ؛ فَإِنَّ مَا فَعَلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ إِنْ كَانَ قَدْ شَرَعَهُ بَعْدَ النُّبُوَّةِ فَنَحْنُ مَأْمُورُونَ بِاتِّبَاعِهِ فِيهِ وَإِلَّا فَلَا، وَهُوَ مِنْ حِينِ نَبَّأَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى غَارِ حِرَاءٍ وَلَا خُلَفَاؤُهُ الرَّاشِدُونَ .

''چلہ کشی پر بعض نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ نزولِ وحی سے پہلے غار حراء میں عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ استدلال خطا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ نبوت سے پہلے کیا ہے، اسے اگر نبوت ملنے کے بعد مشروع کیا ہے، تو ہم بھی اس کام میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کے مکلّف ہے، اگر نبوت کے بعد مشروع نہیں کیا، تو ہم وہ کام کرنے کے مکلّف نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ متنبہ کر دیا، تو اس کے بعد کبھی بھی (عبادت کے لیے) نبی کریم ﷺ یا خلفائے راشدین غار حراء پر نہیں چڑھے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 393/10)

(سوال): کیا زکوۃ کی ادائیگی فی الفور کرنی چاہیے؟ یا تاخیر بھی جائز ہے؟

(جواب): زکوۃ کی ادائیگی فی الفور کرنی چاہیے، بلاوجہ تاخیر جائز نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْناكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾

(المنافقون : 10)

''ہمارے دیے ہوئے مال میں سے (اللہ کے رستے میں) خرچ کرو، اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔''

❁ علامہ الکیا الہراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ يَجِبُ تَعْجِيلُ الزَّكَاةِ، وَلَا يَجُوزُ تَأْخِيرُهَا أَصْلًا .

''اس آیت میں دلیل ہے کہ زکوۃ کو جلد از جلد ادا کرنا واجب ہے، اس میں (بلاوجہ) تاخیر کرنا بالکل جائز نہیں۔''

(أحكام القرآن : 4/417)

(سوال): کیا ہیجڑا وارث بنے گا؟

(جواب): ہیجڑا وارث بنے گا۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْخُنْثٰى يَرِثُ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ، إِنْ بَالَ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ الرِّجَالُ وَرِثَ مِيرَاثَ الرِّجَالَ، وَإِنْ بَالَ مِنْ حَيْثُ تَبُولُ الْمَرْأَةُ، وَرِثَ مِيرَاثَ الْمَرْأَةِ .

''فقہا کا اجماع ہے کہ ہیجڑا جس راستے سے پیشاب کرتا ہے، اس کے مطابق وارث بنے گا، اگر مردوں والے راستے سے پیشاب کرتا ہے، تو مردوں والی

وراثت کا حق دار ہوگا اور اگر عورتوں والے راستے سے پیشاب کرتا ہے، تو عورتوں والی وراثت کا حق دار ہوگا۔''

(الإجماع : 327)

سوال: بعض نماز کے بعد سجدہ میں دعا کرتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: نماز کے بعد سجدہ کرنا ثابت نہیں۔

❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

أَمَّا إِذَا سَجَدَ بِغَيْرِ سَبَبٍ فَلَيْسَ بِقُرْبَةٍ وَلَا مَكْرُوهٍ وَمَا يَفْعَلُ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ مَكْرُوهٌ؛ لِأَنَّ الْجُهَّالُ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إِلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ.

''اگر نمازی بغیر کسی وجہ کے سجدہ کرے، تو یہ نہ نیکی ہے اور نہ مکروہ۔ البتہ جو نمازوں کے بعد سجدہ کیا جاتا ہے، یہ مکروہ ہے، کیونکہ جاہل لوگ اسے سنت یا واجب خیال کر لیتے ہیں، جو مباح عمل بھی اس کا باعث بنے، وہ مکروہ ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 136/1)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهَا عِنْدَنَا ...... وَأَمَّا مَا اعْتَادَ بِهَا النَّاسُ بَعْدَ الْوِتْرِ وَالتَّرَاوِيحِ فَمُنِعَ مِنْهَا فِي الْكَبِيرِي .

''ہمارے مطابق یہ سجدہ بے اصل ہے۔ ......بعض لوگوں نے وتر اور تراویح کے بعد سجدے کی عادت بنالی ہے، اسے ''کبیری'' میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔''

(فيض الباري : 554/2)

سوال: کیا لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ﴾(النّساء : ۱۰۳)

''کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي؛ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

''نبی کریم ﷺ میری گود پہ سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔''

(صحيح البخاري : 297، صحيح مسلم :301)

❁ اس حدیث کے تحت حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ قِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ مُتَّكِئًا، وَّمُضْطَجِعًا، وَعَلٰى جَنْبِهٖ، وَيَدْخُلُ ذٰلِكَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوداً وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ﴾(آل عمران : ۱۹۱)

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت ٹیک لگا کر، لیٹ کر اور پہلو کے بل جائز ہے۔ یہ اس فرمان الٰہی میں داخل ہے: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوداً وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ﴾(آل عمران : ۱۹۱) ''جو لوگ کھڑے، بیٹھے اور پہلوؤں کے بل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔''

(فتح الباري لابن رجب : 22/2)

سوال: میت کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❁ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہیں:

لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ تُوُفِّيَ حُذَيْفَةُ جَعَلَ يَسْأَلُنَا : أَيُّ اللَّيْلِ هٰذَا؟ فَنُخْبِرُهُ، حَتّٰى كَانَ السَّحَرُ، قَالَتْ : فَقَالَ : أَجْلِسُونِي، فَأَجْلَسْنَاهُ، قَالَ : وَجِّهُونِي، فَوَجَّهْنَاهُ، قَالَ : اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ صَبَاحِ النَّارِ وَمِنْ مَسَائِهَا .

''جس رات سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، وہ پوچھ رہے تھے: رات کا کونسا پہر ہے؟ ہم بتاتے، یہاں تک کہ جب سحری کا وقت ہوا، تو فرمایا: مجھے بٹھا دیں، ہم نے بٹھا دیا، پھر فرمایا: میرا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیں، ہم نے آپ کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی: ''اللہ! میں صبح و شام آگ پر پیش کیے جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(المحتضرين لابن أبي الدّنيا : 309، تاريخ ابن عساكر : 396/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُسْتَقْبَلَ بِالْمَيِّتِ الْقِبْلَةُ إِذَا كَانَ فِي الْمَوْتِ .

''میت کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیرنا مستحب سمجھا جاتا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 10872، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حوالے سے تمام مرفوع احادیث غیر ثابت ہیں۔

سوال: کیا موبائیل پر نکاح ہوسکتا ہے؟

(جواب): موبائیل یا انٹرنیٹ پر نکاح ہوسکتا ہے، بشرطیکہ نکاح کی شرائط پائی جائیں۔

(سوال): کیا ماسک پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

(جواب): پڑھی جا سکتی ہے۔ عذر کی صورت میں تو بالاولیٰ پڑھی جا سکتی ہے۔

سنن ابی داود (٦٤٣) اور سنن ابن ماجہ (٩٦٦) والی حدیث، جو منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنے کی ممانعت کے بارے میں ہے، ثابت نہیں۔ اس میں حسن بن ذکوان کا عنعنہ ہے۔

(سوال): نماز عشاء کا وقت کب تک ہے؟

(جواب): نماز عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے۔ بلا عذر نصف رات سے تاخیر درست نہیں۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر سے نماز پڑھائی، یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی۔''

(صحيح البخاري : 565، صحيح مسلم :641)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ .

''اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا احساس نہ ہوتا، تو میں نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔''

(سنن أبي داود : 422، سنن النّسائي : 539، سنن ابن ماجه : 693، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (٣٤٥) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰی ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ .

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں نماز عشاء کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔''

(سنن التّرمذي : 167، سنن ابن ماجه : 691، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ : طُلُوعُ الْفَجْرِ .

''نماز عشاء کی ادائیگی میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا: طلوع فجر۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نماز عشاء کا افضل وقت نصف رات ہے، نصف رات کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا کوتاہی شمار ہوگی، البتہ طلوع فجر سے پہلے پہلے نماز عشاء پڑھ لی جائے، تو ادائیگی ہو جائے گی، کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ ایک نماز کا وقت دوسری نماز تک ہوتا ہے، سوائے نماز فجر کے، اس کا وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

نصف رات کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جائے، جہاں پہلا نصف ختم ہوتا ہے، وہاں نماز عشاء کا مختار وقت ختم ہوتا ہے۔